سوال

(459)سلام کرنے کا مسنون طریقہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

شرع شریف میں سلام علیک کس طرح سے کرنا جائز ہے؟ قول حق اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف کسی بزرگ یا ولی کا اتباع کرنا اوران سے استدلال کرنا کن مسائل میں کیا حکم ہے جائز ہے یا نہیں؟

السلام علیکم کہتے وقت کمر کو جھکانا اور ہاتھ کو سینے یا پیشانی تک اٹھانا اوران میں سے کسی کو لازم و ملزوم ٹھہرانا عجز و تعظیم کے اظہار میں آداب و بندگی کو ترجیح دینا اور سلام علیک کو معیوب اوراسلام کرنے والے کو متکبر خیال کرنا جائز ہے یا نہیں؟)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اتباع کسے بخلاف قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر گز جائز نیست چہ او تعالیٰ ہمہ کس راکہ او تعالیٰ را دوست دارد مامور باتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است در سورہ آل عمران (رکوع 4) مذکورست۔

قُل إِن كُنتُم تُحِبّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعونى يُحبِبكُمُ اللَّهُ وَيَغفِر لَكُم ذُنوبَكُم ﴿٣١﴾... سورة آل عمران

وارسال رسل۔ علی نبینا وعلیہم الصلاة والسلام برائے ہمیں اتباع واطاعت است او تعالیٰ در سورہ نساء (رکوع 9) فرمودہ

وَما أَرسَلنا مِن رَسولٍ إِلّا لِيُطاعَ بِإِذنِ اللَّهِ ﴿٦٤﴾... سورة النساء

واطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عین اطاعت خداست جل وعلا چنانچہ در سور نساء (رکوع 11) مے فرماید۔

مَن يُطِعِ الرَّسولَ فَقَد أَطاعَ اللَّهَ ﴿٨٠﴾... سورة النساء

پس مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عین مخالفت خدائے عزوجل باشد واتباع کسے بخلاف قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخالفت رسول است صلی اللہ علیہ وسلم پس جائز نباشد۔ وچوں ثابت شد کہ اتباع کسے بخلاف قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جائز نیست پس استدلال بقول و فعل کسے بر مسئلہ از مسائل برخلاف قول و فعل آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم چہ گونہ جائز باشد کہ ایں عین اتباع دیگرے بخلاف قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است و پست خم کردن ہنگام سلام خلاف قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است در سنن ترمذی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ فخر المطابع دہلی 1269ھ (ص 447) از انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی است۔

قال: قال رجل: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! الرجل منا یلقیٰ اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ؟ قال: ((لا))[1] الحدیث

امادست برداشتن تا سینہ یا تا پشانی پس حدیثے دریں باب بنظر نیا مدہ البتہ ایں قدر ثبوت میر سد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشاہ دست سلام کردہ است ترمذی در سنن خود (ص 443) از اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کردہ

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر فی المسجد یوما عصبۃ من النساء قعود فالوی بیدہ بالتسلیم "[2]

وامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہم درالادب المفرد (ص 145 و 151) ایں را از اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کردہ[3]

وہمچنیں آداب و بندگی را بر سلام ترجیح دادن و سلام را معیوب و مسلم متکبر پنداشتن خلاف قول خداے تعالیٰ عزوجل و خلاف قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است خداے تعالیٰ اور سورہ نساء (رکوع 11) مے فرماید:

وَإِذا حُيّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيّوا بِأَحسَنَ مِنها أَو رُدّوها... ٨٦ ... سورة النساء

و در سورہ نور (رکوع 9) مے فرماید۔

فَإِذا دَخَلتُم بُيوتًا فَسَلِّموا عَلىٰ أَنفُسِكُم تَحِيَّةً مِن عِندِ اللَّهِ مُبـٰرَكَةً طَيِّبَةً ٦١ ... سورة النور

وامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد (4/71) در کتاب الاستیذان از ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ

((لما خلق اللہ آدم قال: اذہب فسلم علی اولئک لنفر من الملائکۃ جلوس فاستمع ما یحیونک فانہا تحیتک وتحیۃ ذریتک فقال: السلام علیکم فقالوا: السلام علیک ورحمۃ اللہ فزادوہ ورحمۃ اللہ))[4]

واز انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت (ص 72) کردہ کہ

"انہ مر علی صبیان فسلم علیہم وقال: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ "[5]

واز عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت (ص 72) کردہ کہ مردے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را پرسید کہ کدامی اسلام بہتر است؟ فرمودہ

"((تطعم الطعام وتقرا السلام علی من عرفت وعلی من لم تعرف))[6]

واز براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت (ص 72) کردہ۔

"قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبع بعیادۃ المریض واتباع الجنائز وتشمیت العاطس ونصر الضعیف وعون المظلوم وافشاء السلام وابرار المقسم "[7]

واز ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ص 72) روایت کردہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔

"لا یحل لمسلم ان یہجر اخاہ فوق ثلاث یلتقیان فیصد ہذا ویصد ہذا وخیر ہما الذي یبدا بالسلام "[8]

و نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ درالادب المفرد (ص143) ازبراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ ۔

((افشوا السلام تسلموا))[9]

وازابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ص143) روایت کردہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ :

((لاتدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا الا ادلکم علی ما تحابون بہ؟ قالوا : بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : افشوا السلام بینکم))[10]

وازعبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت (ص143) کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ ۔

(اعبدوا الرحمان واطعموا الطعام وافشوا السلام تدخلوا الجنان))[11]

واذ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت (ص :143) کردہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمود :

((اذا جاء احدکم المجلس فلیسلم فان بدالہ ان یجلس فلیجلس واذا قام فلیسلم ما الاولیٰ باحق من الآخرۃ))[12]

وازعائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت (ص144) کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ ۔

(ماحسدکم الیہود علی شئی ماحسدوکم علی السلام والتامین)[13]

وازابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ص143) روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ :

(حق المسلم علی المسلم خمس قیل : وما ہی؟ قال : اذا لقیتہ فسلم علیہ))[14]

وازعبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت (ص151) کردہ

"قال : البخیل من بخل بالسلام "[15]

وازابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ (ص151)

((قال : ابخل الناس الذي یبخل بالسلام))[16]

وطبرانی ایں معنی راازابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً ہم روایت کردہ ۔

حکاہ المنذری فی کتاب الترغیب والترہیب (ص494) وجود اسنادہ ۔

ازاحدیث مذکورہ بالا ہویدا شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برمرداں سلام میکرد و مرداں بروے صلی اللہ علیہ وسلم سلام میکردند تا آنکہ خود بنفس نفیس بر کودکاں سلام میکرد و میفرمود افشاء سلام کنید تا محبت زیادہ شودمے فرمود کہ ازحقوق مسلم بر مسلم آنست کہ بوقت ملاقات بروے سلام کنومے فرمود کہ چوں دو مسلمان باہم دیگر ملاقی شوند پش ہر کہ ازیشان

ابتدا بسلام کند او افضل از دیگرست واین سلام از سنن قدیمہ است کہ او تعالیٰ این تحیت آدمی علیہ السلام وذریت او گردانیدہ

وعلاوہ بریں معلوم ہر کس است کہ خدائے تعالیٰ درنماز پنچگانہ فرستادن سلام رابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم و برجملہ بندگان خود کہ صالح باشد برہر مسلمان واجب گردانیدہ پس بایں ہمہ نصوص کہ دربارہ سلام واردشدہ آداب وبندگی رابرسلام ترجیح دادن وسلام رامعیوب ومسلم رامتنجبر پنداشتن چہ قدرراہ خلاف خداعزوجل وحضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم لیمودن است وحال مخالفت خدارسول کردن راخودخدائے عزوجل درآخر سورہ نورمی فرماید :

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٦٣ ... سورۃ النور

ومعلوم ہمہ کس است کہ حال ابلیس لعین انچہ شد نتیجہ ہمیں مخالفت حکمی ازاحکام خداوندی بودوبس ۔ پس مسلمانان راباید کہ ایں قسم خیالات فاسدہ ووساوس شیطانیہ راردلہائے خود جانہ دہندوازاتباع ابلیس لعین وازدخولدرزمرہ ابالسہ وشیاطین خودرابسیار دوردارند۔ قال اللہ تعالیٰ ۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ٦ ... سورۃ الفاطر

(جواب : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کے خلاف کسی کا اتباع کرنا ہرگز جائز نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کو جو اس سے محبت کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ سورت آل عمران کے چوتھے رکوع میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ٣١ ... سورۃ آل عمران

''کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھیں تمھارے گناہ بخش دے گا۔''

رسل عظم ۔ علی نبینا وعلیھم الصلاۃ والسلام ۔ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اسی اتباع کے لیے بھیجا گیا تھا ۔ سورۃ النساء کے نویں رکوع میں ارشاد الٰہی ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ٦٤ ... سورۃ النساء

''اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرماں برداری کی جائے ۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عین اطاعت خدا ہے ۔ چنانچہ سورۃ النساء کے گیارھویں رکوع میں فرمان باری تعالیٰ ہے :

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ٨٠ ... سورۃ النساء

''جو رسول کی فرماں برداری کرے تو بے شک اس نے اللہ کی فرماں برداری کی ۔''

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت عین خدا تعالیٰ کی مخالفت ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کے برخلاف کسی کا اتباع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے، لہذا یہ جائز نہیں ہے ۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کے برخلاف کسی کا اتباع جائز نہیں ہے تو کسی مسئلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کے برخلاف دوسروں کی اتباع کرنا ہے ۔

سلام کے وقت پشت کو جھکانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف ہے ۔ چنانچہ سنن ترمذی (ص : 447) مطبوعہ فخر المطابع دہلی 1269ھ) میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

''بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کی : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرتا ہے تو کیا وہ اس کے سامنے کمر کو جھکائے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''نہیں ۔''

رہا سلام کے وقت ہاتھ کو سینے یا پیشانی تک اٹھانا تو اس موضوع پر کوئی حدیث نظر سے نہیں گزری ہے ۔ البتہ اتنا ثبوت ضرور ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے کے ساتھ سلام کیا ہے ۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن (ص : 443) میں اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث بیان کیا ہے :

''بلاشبہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں سے گزرے تو وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی ، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو ہلا کر اشارے کرتے ہوئے سلام کیا ۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الادب المفرد" (ص : 145،151) میں اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس مفہوم کی روایت نقل کی ہے ۔ ایسے ہی آداب وبندگی کو سلام پر ترجیح دینا ، سلام کو معیوب خیال کرنا اور سلام کرنے والے کو متکبر سمجھنا خدا تعالیٰ کے قول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کے برخلاف ہے ۔

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کے گیارھویں رکوع میں ارشاد فرماتے ہیں :

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا... ٨٦ ... سورة النساء

''اور جب تمھیں سلامتی کی کوئی دعا دی جائے تو تم اس سے اچھی سلامتی کی دعا دو یا جواب میں وہی کہہ دو ۔''

اسی طرح سورۃ النور کے نویں رکوع میں فرماتے ہیں :

فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ٦١ ... سورة النور

''پھر جب تم کسی طرح کے گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کہو ، زندہ سلامت رہنے کی دعا جو اللہ کی طرف سے مقرر کی ہوئی بابرکت ، پاکیزہ ہے ۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری "کتاب الاستیذان" (71/4) مطبوعہ مصر) میں ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو فرمایا : جاؤ اس جماعت کو سلام کرو ، اس جماعت میں چند فرشتے بیٹھے ہوئے تھے ، وہ آپ کو جواب دیں ، وہ غور سے سنیں ، چنانچہ وہی جواب تمہارا اور تمہاری اولاد کا ہوگا ۔ وہ گئے اور انہوں نے ان سے کہا : السلام علیکم !انھوں نے کہا : السلام علیک ورحمۃ اللہ !انھوں نے انھیں لفظ رحمۃ اللہ کا زائد جواب دیا ۔''

نیز انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ص : 72) روایت کی ہے :

''بلاشبہ وہ (انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بچوں کے پاس سے گزرے اور انھیں سلام کیا اور کہا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے ۔'' اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ص : 72) پر روایت کی ہے :

''ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ، کون سا (آداب) اسلام بہتر ہے ؟''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((تطعم الطعام وتقرا السلام علی من عرفت وعلی من لم تعرف))

''(یہ کہ) تم کھانا کھلاؤ اور تم جسے جانتے ہو اسے بھی اور جس نہیں جانتے اسے بھی سلام کرو۔''

ایسے ہی براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ص:72) روایت نقل کی ہے:

''کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا: مریض کی تیمارداری کرنے کا، جنازوں میں شرکت کرنے کا، چھینک مارنے والے کا جواب دینے کا، ضعیف وناتواں کی مدد کرنے کا، مظلوم کی مدد کا، سلام کو عام کرنے اور قسم اٹھانے والے کو اس کی قسم سے بری کرنے کا۔''

اسی طرح ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ص:72) روایت کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی مسلمان کےلیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے، دونوں ملتے ہیں تو وہ اس سے اعراض کرتا ہے اور وہ اس سے، ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔''

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الادب المفرد" (ص:143) میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلام پھیلاؤ تم سلامت رہو گے۔''

اسی طرح ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ص:143) روایت کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگے، جب تک تم مومن نہیں بن جاتے اور تم اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے، جب تک تم باہم محبت کرتے۔ کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں، جس کے ساتھ تم باہم محبت کرنے لگ جاؤ؟ انھوں نے عرض کی: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپس میں سلام پھیلاؤ۔''

نیز عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ص:143) روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحمان کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ، سلام پھیلاؤ، تم جنتوں میں داخل ہوجاؤ گے۔''

ایسے ہی ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ص:144) روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں آئے تو سلام کہے۔ اگر تو وہ بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے اور جب وہ کھڑا ہو (اور جانے کا ارادہ کرے) تو سلام کرے، پہلی دوسری سے زیادہ حق نہیں رکھتی۔''

اسی طرح عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (ص:144) روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہودی تمہارے سلام اور آمین کہنے پر جتنا حسد کرتے ہیں وہ تمہارے کسی اور عمل پر نہیں کرتے۔''

نیز ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ص:144) روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں، پوچھا گیا وہ کون کون سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اس سے ملو تو سلام کہو۔ الحدیث۔''

ایسے ہی عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ص:151) روایت کی ہے:

''انھوں نے فرمایا: بخیل ہے وہ جو سلام کرنے میں بھی بخل کرتا ہے۔''

اسی طرح ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ص:151) روایت کی ہے :

''انھوں نے کہا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام کہنے میں بخل کرتا ہے۔''

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے۔ امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کتاب "الترغیب والترہیب" میں (ص:494) ذکر کیا اور اس کی سند کو عمدہ قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو سلام کرتے تھے اور مرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود بچوں کو سلام کرتے اور فرماتے کہ باہم سلام پھیلاؤ، تاکہ آپس میں محبت بڑھ جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے کہ مسلمان کے مسلمان پر حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اس سے ملاقات کے وقت سلام کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب دو مسلمان باہم ملاقات کرتے ہیں تو جوان میں سے پہلے سلام کرتا ہے وہ دوسرے سے افضل ہے۔ یہ سلام قدیم سنتوں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا سلام قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے پانچ نمازوں میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے نیک بندوں پر سلام کرنا ہر مسلمان پر واجب کیا ہے۔ سلام کے بارے میں وارد ہونے والی ان تمام نصوص کے باوجود آداب وبندگی کو سلام پر ترجیح دینا، سلام کو معیوب اور سلام کرنے والے کو متکبر خیال کرنا خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کے خلاف راہ تلاش کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے انجام خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کے آخر پر یوں بیان کیا ہے :

فَليَحذَرِ الَّذينَ يُخالِفونَ عَن أَمرِهِ أَن تُصيبَهُم فِتنَةٌ أَو يُصيبَهُم عَذابٌ أَليمٌ ٦٣ ... سورة النور

''سو لازم ہے کہ وہ لوگ ڈریں جو اس کا حکم ماننے سے پیچھے رہتے ہیں کہ انھیں کوئی فتنہ آپہنچے، یا انھیں دردناک عذاب آپہنچے۔''

إِنَّ الشَّيطٰنَ لَكُم عَدُوٌّ فَاتَّخِذوهُ عَدُوًّا إِنَّما يَدعوا حِزبَهُ لِيَكونوا مِن أَصحٰبِ السَّعيرِ ٦ ... سورة الفاطر

''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے گروہ والوں کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ بھڑکتی آگ والوں سے ہو جائیں۔''

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٧٢٨)

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٦٩٧)

[3] الأدب المفرد للبخاري (١٠٤٧)

[4] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٨٧٣)

[5] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٨٩٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٦٨)

[6] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٩)

[7] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٨٨١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٠٦٦)

[8] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٨٨٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٧٢٧)

[9] سیح مسلم، رقم الحديث (۵۴) الأدب المفرد (۹۸۰)

[10]۔ صحیح مسلم رقم الحديث (54)الادب المفرد(980)

[11]سنن الترمذي، رقم الحديث (۱۸۵۵) الأدب المفرد (۹۸۱)

[12]سنن الترمذي، رقم الحديث (۲۷۰٦) الأدب المفرد (۹۸٦)

[13]سنن ابن ماجه، رقم الحديث (۸۵٦) الأدب المفرد (۹۸۸)

[صحیح مسلم، رقم الحديث (۲۱٦۲) الأدب المفرد (۹۹۱) 14

[15] الأدب المفرد (۱۰۴۱) یہ ایک موقوف حدیث کے الفاظ ہیں، جو سنداً بھی ضعیف ہے، البتہ اس معنی میں اگلی حدیث صحیح ہے۔ دیکھیں: السلسلة الصحیحة، رقم الحديث (٦۰۱)

[16] صحیح ابن حبان (۱۰/۳۴۹)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الادب، صفحہ: 697

محدث فتویٰ